اشراق

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ یٰسٓ

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا هُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوۡا
یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ۜٚ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۲﴾
اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾

اور (اِسی طرح ایک دن) صور پھونکا جائے گا[۳۴] تو یکایک قبروں سے نکل نکل کر یہ اپنے پروردگار کی طرف چل پڑیں گے۔ (اُس وقت) کہیں گے: ہاے ہماری بدبختی! یہ ہم کو ہماری قبر سے کس نے اٹھا دیا ہے؟ یہ وہی چیز ہے جس کا خداے رحمٰن نے (تم سے) وعدہ کیا تھا اور (دیکھ لو کہ) پیغمبروں نے بالکل سچی بات کہی تھی۔[۳۵] وہ بھی ایک ڈانٹ ہی ہو گی اور یکایک یہ سب کے سب

۳۴۔ اِس کی حقیقت کو جاننا تو کسی کے لیے ممکن نہیں ہے، اِس لیے کہ اِس کا تعلق امور متشابہات سے ہے۔ تاہم جو لفظ اِس کے لیے استعمال کیا گیا ہے، اِس کا کچھ تصور اُس سے قائم ہو جاتا ہے۔ پرانے زمانوں میں شاہی جلوس یا اعلان جنگ کے موقع پر نرسنگھا پھونکا جاتا تھا۔ عربی زبان میں اُسی کو 'صُوۡر' کہتے ہیں۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہی کوئی چیز پہلے قیامت برپا کرنے اور پھر مردوں کو قبروں سے اٹھانے کے لیے پھونکی جائے گی۔

۳۵۔ اُن کی تفضیح و تذلیل کے لیے یہ بات غالباً فرشتوں کی زبان سے کہی جائے گی۔

فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡـًٔا وَّلَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۴﴾
اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ﴿ۚ۵۵﴾ ہُمۡ وَاَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ
عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ﴿ۚ۵۶﴾ لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ وَّلَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ ﴿ۚ۵۷﴾ سَلٰمٌ ۟
قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ﴿۵۸﴾
وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّہَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ

ہمارے حضور میں حاضر کر دیے جائیں گے۔[۳۶] ۵۱-۵۳

سو آج کے دن[۳۷] کسی شخص پر کوئی ظلم نہ ہو گا اور تم کو وہی بدلے میں ملے گا جو کرتے رہے ہو۔ بے شک، جنت کے لوگ آج اپنی دل چسپیوں[۳۸] میں مگن ہوں گے۔ وہ اور اُن کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔[۳۹] اُن کے لیے وہاں میوے ہوں گے اور جو مانگیں گے، اُن کے لیے حاضر ہو گا۔ اُنھیں سلام کہلایا جائے گا، اُس پروردگار کی طرف سے جس کی شفقت ابدی ہے۔[۴۰] ۵۴-۵۸

اور تم، اے مجرمو، آج (میرے اِن بندوں سے) چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔ (اب تمھاری دنیا الگ

۳۶۔ یعنی اُسی طرح حاضر کر دیے جائیں گے، جیسے مجرم حاضر کیے جاتے ہیں۔

۳۷۔ یہ تصویر حال کا اسلوب ہے۔ گویا وہ دن سامنے ہے اور مخاطبین کو اُس کے احوال سنائے جا رہے ہیں۔

۳۸۔ اصل میں لفظ 'شُغُل' آیا ہے۔ اِس کی تنکیر یہاں تفخیم شان کے لیے ہے۔

۳۹۔ یعنی اُسی طرح، جیسے بادشاہ بیٹھتے ہیں۔

۴۰۔ آیت میں مبتدا محذوف ہے، جس سے مخاطب کی ساری توجہ خبر پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ یہ اُس سب سے بڑی سرفرازی کا ذکر ہے جس کا ایک بندۂ مومن اپنے لیے تصور کر سکتا ہے۔ استاذ امام کے الفاظ میں، کون اندازہ کر سکتا ہے اہل جنت کی اِس سرفرازی کا کہ اُن کو رب رحیم و کریم کی طرف سے سلام و پیغام موصول ہوں گے:

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٠﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا
تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾

اور اِن کی دنیا الگ ہے)۔ آدم کے بیٹو، کیا میں نے تمھیں پابند نہیں کر دیا تھا[41] کہ شیطان کی بندگی نہ کرنا، اِس لیے کہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور یہ بھی کہ میری ہی بندگی کرنا؟ یہی سیدھا راستہ ہے۔ اِس کے باوجود اُس نے تم میں سے ایک گروہ کثیر کو گم راہ کر دیا ہے۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ یہ وہی جہنم ہے جس سے تم کو ڈرایا جاتا تھا۔ اب اِس میں داخل ہو جاؤ، اپنے کفر کی پاداش میں۔ ۵۹-۶۴

آج ہم اِن کے مونھوں پر مہر لگا دیں گے[42] اور اِن کے ہاتھ ہمیں بتائیں گے اور اِن کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ کرتے رہے ہیں۔ ۶۵

اگر ہم چاہتے[43] تو اِن کی آنکھیں مٹا دیتے، پھر یہ راستے کی طرف بڑھتے تو کہاں سے دیکھتے؟

۴۱۔ آیت میں 'عَهِد' کے ساتھ 'اِلٰی' ہے جس سے پابند کرنے یا ذمہ دار بنانے کے معنی اُس میں پیدا ہو گئے ہیں۔

۴۲۔ اِس لیے کہ زبانیں جھوٹ بھی بول سکتی ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اسلوب کلام غائب کا ہو گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بے بسی کی تصویر کے لیے یہی اسلوب زیادہ موزوں ہے۔

۴۳۔ اصل الفاظ ہیں: 'لَوْ نَشَآءُ'۔ اِس میں مضارع سے پہلے فعل ناقص محذوف ہے، یعنی 'وَلَوْ كُنَّا نَشَآءُ'۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾
وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾
وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ

اور اگر ہم چاہتے تو اِن کی جگہ ہی پر اِن کو مسخ کر دیتے، پھر نہ آگے بڑھ سکتے اور نہ پیچھے لوٹ سکتے۔[۴۴] (کیا دیکھتے نہیں کہ) جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں، اُس کی خلقت میں درجہ بدرجہ اُس کو پیچھے لوٹا دیتے ہیں۔[۴۵] پھر کیا سمجھتے نہیں ہیں؟ ۶۶-۶۸

(تم اِسے شاعری کہتے ہو)؟[۴۶] ہم نے اپنے پیغمبر کو شاعری نہیں سکھائی اور یہ اُس کے شایان شان بھی نہیں ہے۔[۴۷] یہ تو صرف ایک یاددہانی[۴۸] اور ایک واضح قرآن[۴۹] ہے تاکہ (اِس

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۴۴۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے جرائم کے لحاظ سے تو یہ اِسی کے مستحق تھے، لیکن ہماری عنایت ہے کہ اِس کے باوجود ہم نے اِنھیں مہلت دے رکھی ہے۔

۴۵۔ یعنی پھر اُسی ضعف و ناتوانی کی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں جس سے اُس نے زندگی کی ابتدا کی تھی۔ اوپر جو دھمکی دی گئی ہے، یہ اُس کی دلیل ہے جو قرآن نے ہمارے روز و شب کے مشاہدات سے پیش فرمائی ہے کہ جو خدا یہ کرتا ہے، اُس کے لیے تمھاری آنکھیں مٹا دینا یا تم کو مسخ کر دینا کیا مشکل ہے۔

۴۶۔ قرآن کے مخالفین جب دیکھتے کہ لوگ اُس کی دعوت اور اُس کی معجزانہ فصاحت و بلاغت سے متاثر ہو رہے ہیں تو اُس کے مدعا سے توجہ ہٹانے کے لیے اُن سے کہتے تھے کہ اِسے خدائی کلام یا وحی و الہام سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ محض شاعرانہ جادو بیانی ہے جس سے یہ شخص تمھارے دل و دماغ کو مسخر کر کے تمھیں یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ یہ خدا کا رسول ہے۔ آگے اِسی کا جواب دیا ہے۔

۴۷۔ اِس لیے کہ شاعر گفتار کے غازی ہوتے ہیں، کردار کے غازی نہیں ہوتے؛ اُن کا کلام ایک مجموعۂ تضادات ہوتا ہے اور اُن کے پیرو، بالعموم وہی لوگ ہوتے ہیں جو علم و عقل کے بجائے اپنی باگ جذبات و خواہشات کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ بالبداہت واضح ہے کہ اِن میں سے کوئی بات بھی پیغمبر کے شایان شان نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کی اتھاہ سنجیدہ فضا، اُس میں حقائق غیب کا بے مثال انکشاف، اُس میں اصول و فروع کا نادر اتحاد اور

مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا

کے ذریعے سے) وہ اُنھیں خبردار کر دے جو زندہ ہوں[50] اور منکروں پر خدا کی حجت تمام ہو جائے۔ ۶۹-۷۰

کیااِنھوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی[51] چیزوں میں سے اِن کے لیے چوپایے

لفظ و معنی کا بے نظیر ارتباط، اُس میں خدائی قانون اور خدائی حکمت کا بیان، یہ سب اِس سے بہت برتر ہے کہ آدمی اُس میں محض لفظوں کا آہنگ، اور موسیقی اور قوافی و فواصل کا اہتمام دیکھے اور اُسے شاعری کہہ کر فارغ ہو جائے۔ قرآن سے پہلے زبور بھی اِسی اسلوب کلام کا بے مثال شہ پارہ تھا۔ وہ اپنی اصل زبان میں باقی نہیں رہی، مگر جو کچھ باقی ہے، اُسے ہی دیکھ لیجیے، وہ بھی صاف بتا رہا ہے کہ ایں کتاب از آسمانے دیگر است۔

۴۸۔ یہ کس لحاظ سے یاد دہانی ہے؟ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ”... یہ اُن تمام حقائق کی بھی یاد دہانی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت فرمائے ہیں، اُس پوری تاریخ ہدایت کی بھی یاد دہانی کرتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پھیلی ہوئی ہے اور اُن تمام نتائج و عواقب کی بھی یاد دہانی کرتا ہے جو دنیا اور آخرت، دونوں میں لازماً پیش آ کے رہیں گے، اگر اللہ کے رسول کی تکذیب کی گئی۔“ (تدبر قرآن ۶/۴۴۱)

۴۹۔ یعنی بغیر کسی ابہام کے قطعی اور دوٹوک طریقے پر حقائق کو واضح کر دینے والا۔

۵۰۔ یعنی دل کے زندہ ہوں۔ یہ عقلی اور روحانی زندگی کی تعبیر ہے۔ قرآن نے جگہ جگہ واضح کیا ہے کہ خدا مردوں کے لیے ہدایت کا اہتمام نہیں کرتا۔ اُس کی ہدایت صرف اُنھی کے لیے ہے جو اپنے سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتوں کو زندہ رکھتے ہیں۔ ہدایت وضلالت کے باب میں یہی سنت الٰہی ہے۔

۵۱۔ یعنی اپنی خاص قدرت و حکمت سے بنائی ہوئی جس میں کسی دوسرے کا ذرہ برابر کوئی دخل نہیں ہے۔ یہاں سے آگے وہی مضمون ایک نئے اسلوب میں دوبارہ سامنے آگیا ہے جس سے سورہ کی ابتدا ہوئی تھی۔

مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ
فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾

پیدا کیے ہیں اور اب یہ اُن کے مالک ہیں؟[52] اور ہم نے اُن کو اِس طرح اِن کا تابع بنا دیا ہے کہ اُن میں سے بعض اِن کی سواریاں ہیں اور اُن میں سے بعض کا گوشت کھاتے ہیں، اور اِن کے لیے اُن کے اندر دوسری منفعتیں بھی ہیں اور (خاص کر) پینے کی چیزیں بھی۔[53] پھر کیا یہ شکر نہیں کرتے؟[54] ۷۱-۷۳

اِنھوں نے اِس توقع پر اللہ کے سوا دوسرے معبود بنائے کہ اِن کی مدد کی جائے گی۔ وہ اِن کی مدد نہیں کر سکیں گے، بلکہ یہ اُن کی فوج ہو کر حاضر کیے جائیں گے۔[55] سو اِن کی بات تمھیں آزردہ نہ کرے، (اے پیغمبر)۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔[56] ۷۴-۷۶

۵۲۔ یعنی اُن پر ہر طرح کے تصرف کا حق رکھتے ہیں جو خدا ہی نے اِنھیں دیا ہے۔

۵۳۔ جیسے دودھ اور اُس سے بنی ہوئی مختلف چیزیں۔

۵۴۔ مطلب یہ ہے کہ اِن نعمتوں کا حق تو یہ تھا کہ یہ خدا ہی کے شکر گزار ہوتے اور تنہا اُسی کی عبادت کرتے، مگر اِنھیں جب اِس حقیقت کی یاددہانی کی جاتی ہے تو اِس کو شاعری قرار دے کر اِس سے گریز و فرار کی راہیں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔

۵۵۔ یعنی خدا کے بجاے اُنھی معبودوں کے لشکر کی حیثیت سے خدا کے حضور میں حاضر ہوں گے اور وہاں فیصلہ ہو گا کہ یہ کس سزا کے مستحق ہیں۔

۵۶۔ لہٰذا اِن سے نمٹ بھی لیں گے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾
قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ ۙ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾
اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ

(انھیں تعجب ہے کہ مرنے کے بعد یہ کس طرح اٹھائے جائیں گے)؟ کیا انسان[۵۷] کو معلوم نہیں کہ ہم نے اُس کو پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا، پھر وہ کھلا ہوا حریف بن کر اٹھ کھڑا ہوا؟ اُس نے ہم پر پھبتی چست کی[۵۸] اور اپنی پیدایش کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے، جب کہ وہ بوسیدہ ہو جائیں گی؟ کہہ دو، اُن کو وہی زندہ کرے گا جس نے اُنھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اپنی ہر مخلوق کو وہ خوب جانتا ہے۔[۵۹] وہی جس نے تمھارے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا کر دی،[۶۰] پھر اب اُسی سے سلگاتے ہو۔ کیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا، وہ اِس پر قادر

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۵۷۔ 'انسان' سے مراد قریش ہی ہیں، جو اِس سورہ کے مخاطب ہیں، لیکن بے التفاتی کے اظہار کے لیے لفظ عام استعمال فرمایا ہے۔

۵۸۔ اصل میں 'ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا' کے الفاظ آئے ہیں۔ موقع ہو تو یہ اُس مفہوم کے لیے بھی آتے ہیں جو ترجمے میں اختیار کیا گیا ہے۔

۵۹۔ یعنی مرنے کے بعد مٹی میں رل مل جائیں تو اُن سے بے خبر نہیں ہو جاتا۔ وہ اُن کے وجود کے ایک ایک ذرے سے واقف ہے۔

۶۰۔ یہ اُن درختوں کی طرف اشارہ ہے جن کی شاخوں سے صحراؤں کے مسافر چقماق کا کام لیتے تھے۔ سورہ کے مخاطبین اُن سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ قرآن نے اِسے ضد سے ضد کے نمودار ہونے کی مثال کے طور پر پیش کیا ہے کہ تمھاری بوسیدہ ہڈیوں کی مٹی سے تم بھی اِسی طرح نمودار ہو جاؤ گے۔

بَلٰی ق وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ
فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

نہیں کہ اِن لوگوں جیسی مخلوق پیدا کر دے؟ کیوں نہیں، وہی خلاق ہے، ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اُس کا تو یہ معاملہ ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔[۶۱] سو پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے[۶۲] اور تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ۷۷-۸۳

۶۱۔ یعنی اُس طریقے سے ہو جاتی ہے جو اُس کے لیے مقرر کر دیا جاتا ہے، کبھی چشم زدن میں اور کبھی ہزاروں سال میں۔

۶۲۔ لہٰذا تم بھی ہر نقص و عیب سے اُس کو پاک قرار دو اور اِس حقیقت کو تسلیم کرو کہ کائنات کی تخلیق اور اُس کی تدبیر امور میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

کوالالمپور

۹/ مئی ۲۰۱۴ء

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com